حضرت شیخؒ

مکتوبات کے آئینہ میں

مرتب مفتی ناصر الدین مظاہری

ناشر
احمد بک ڈپو
نزد دفتر جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

تفصیلات

نام کتاب ... حضرت شیخ محمد زکریاؒ اپنے مکتوبات کے آئینہ میں

ترتیب ...... مفتی ناصر الدین مظاہری

کمپوزنگ ... محمد عارف مظاہری

باہتمام ...... مولانا جمیل احمد مظاہری

سنِ طباعت .... شعبان ۱۴۲۸ھ

انتسابُ

اس عظیم ہستی کے نام

جسکے

پاؤں کے نیچے

جنت

ہے۔

ناصرالدین مظاہری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ بن مولانا محمد یحیٰؒ بن مولانا محمد اسمٰعیلؒ بن حکیم غلام حسینؒ بن کریم بخشؒ بن مولانا حکیم غلام محی الدینؒ بن مولانا محمد ساجدؒ بن مولانا فیض محمدؒ بن مولانا شاہ محمد شریفؒ بن مولانا محمد اشرفؒ بن مولانا شیخ جمال محمد شاہؒ بن شیخ نور محمدؒ (عرف بابن شاہ) بن مولانا بہاء الدینؒ بن مولانا شیخ محمدؒ بن مولانا کریم الدین مذکرؒ بن امام تاج مذکرؒ بن امام حاج مذکرؒ بن حضرت قاضی ضیاء الدین سنامیؒ سرزمین اولیاء (کاندھلہ) کے متوطن، زہد وورع، علوم واعمال، فضل وکمال، معرفت ربانی اور تزکیہ وتجلیہ کے سرچشمۂ ہدایت تھے۔

۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ بمقام کاندھلہ پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحبؒ (جو حضرت گنگوہیؒ کے خصوصی لوگوں میں سے تھے) کے پاس حفظ کلام اللہ مکمل کیا۔

پہلے آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ گنگوہ ہی میں رہے لیکن جولائی ۱۹۱۰ء میں آپ والد محترم کے ساتھ سہارنپور تشریف لے آئے اور شوال

۱۳۲۸ھ میں مظاہرعلوم میں داخلہ لے کر دوسری جماعت سے درس نظامی کی تعلیم شروع کی اور مسلسل سات سال تک مظاہرعلوم میں مختلف درجات کی کتب پڑھ کر ۱۳۳۴ھ میں فارغ ہوئے۔اسی سال ۹/ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ وصال فرما گئے۔

اپنے والدومربی شیخ کامل ، فقیہ دہراورمحدث دوراں حضرت مولانا محمد یحییٰ نوراللہ مرقدہ کی زیرسرپرستی اپنی تعلیم کی ابتداء کی،حفظ کلام اللہ اورابتدائی تعلیم کے بعد مظاہرعلوم سہارنپور میں داخلہ لیااورکئی سال تک مختلف درجات کی تعلیم حاصل کر کے ۱۳۳۳ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئے۔

فراغت کے بعد ۱۳۳۵ھ میں مظاہرعلوم میں تدریس کی خدمت کا موقع ملا،اس وقت آپؒ تمام اساتذہ میں سب سے کم عمر تھے لیکن اپنی خداداد لیاقت اور صلاحیت کے باعث بہت جلد مظاہرعلوم کے منتہی اساتذہ میں شمار کئے جانے لگے۔

آپ نے اپنے استاذومرشد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا خلیل احمد انبہٹویؒ کے حکم پر صرف ۲۶ سال کی عمر میں سب سے پہلی بار بخاری شریف کا درس دیا۔

تقریباً ۳۵ سال تک ابوداؤد شریف اور بخاری جلد اول کا درس آپ سے متعلق رہا، بخاری جلد ثانی آپؒ کے استاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف پورقاضویؒ کے پاس زیر درس تھی اور ۱۳۷۳ھ میں جلد ثانی بھی آپ کے پاس منتقل ہوگئی اور ۱۳۷۵ھ سے صرف بخاری شریف کی تدریس آپ سے متعلق رہ گئی (اس طویل ترین دور تدریس میں دوسری کتب احادیث ترمذی، مسلم، شمائل ترمذی اور مشکوٰۃ وغیرہ کے پڑھانے کا بھی موقع ملا)

آپ کے والد ماجد حضرت اقدس مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ چونکہ حضرت گنگوہیؒ کے خادم اور خصوصی شاگرد تھے اسی طرح حضرت شیخ الحدیثؒ کے استاذ ومربی حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ بھی حضرت گنگوہیؒ کے اجل خلیفہ تھے اس لئے ایسے بابرکت ماحول کا اثر حضرت شیخ الحدیثؒ پر آنا ضروری تھا چنانچہ حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور ان ہی کے مجاز ہوکر عالم اسلام کو اپنی روحانی وعرفانی خدمات سے روشن ومنور فرمایا۔

حضرت سہارنپوریؒ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپؒ بحیثیت خادم ساتھ گئے اور حضرت کے آرام وراحت، علمی وتصنیفی امور کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

۱۳۸۸ھ میں نزول ماء (موتیابند) کی شکایت پیدا ہوئی تو تدریس

کا سلسلہ موقوف فرمادیا البتہ تصنیفی مشغلہ جاری رکھا۔ حدیث نبوی سے خاص طور پر عشق تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی تدریسی و تصنیفی خدمات میں حدیث شریف کی خدمات کا دائرہ سب سے زیادہ وسیع ہے۔

حب نبوی بلکہ عشق نبوی میں پورے طور پر سرشار ہونے کی وجہ سے ہر وقت یہی خواہش رہتی کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیار مدینہ منورہ مسکن ہو کر اسی سرزمین پاک میں آخری آرام گاہ مل جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمنا اور آرزو کو پورا فرمادیا اور آپ مدینہ منورہ ہجرت فرماگئے۔ وہاں بھی تصنیفی اور روحانی مشغلہ جاری رکھا، خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ کے اعمال جلیلہ اور بیشمار قربانیوں کو جو علم و دین کیلئے انجام دیں وہ اس قدر ممتاز اور ہمہ گیر ہیں کہ ان کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ ۲۴ رمئی ۱۹۸۲ء کو انتقال فرمایا اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں تدفین عمل میں آئی۔

سینکڑوں علمی و تحقیقی تصنیفات و تالیفات، تراجم و حواشی آپ نے تحریر فرمائے، اصلاح امت اور ترغیب اعمال کے سلسلہ میں آپ نے ایک بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی جو پہلے "تبلیغی نصاب" کے نام سے طبع ہوتی تھی اور بعد میں "فضائل اعمال" کے نام سے شائع ہونے لگی۔ یہ کتاب سینکڑوں زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے اور بقول مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

''قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے''

اسی طرح حدیث کی نامور کتاب ''مؤطاامام مالک'' کی بے نظیر اور بسیط شرح ''اوجزالمسالک'' کے نام سے تحریر فرمائی جس نے علمی دنیا بالخصوص اہل عرب میں ہیجان پیدا کر دیا اور بڑے بڑے عربی علماء نے اس کتاب مستطاب کی تعریف و تحسین فرمائی۔ چنانچہ مالکی مسلک کے ایک عربی عالم نے یہ کتاب پڑھ کہا برجستہ کہا تھا ''**هذاالمصنف حنف المؤطا**'' اس مصنف نے تو مؤطا کو حنفی بنا دیا ہے۔

شیخ سید علوی مالکی استاذ حرم محترم مکۃ المکرمۃ کا تأثر تھا کہ ''متقدمین میں بھی اس کتاب کی نظیر نہیں ملتی''

حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے صدق جدید میں تحریر فرمایا تھا کہ

> ''یہ شرح لغت، فقہ، اختلاف مذہب، رجال، روایت کے تمام اطراف پر حاوی ہے اور تحقیق کا کوئی پہلو نہیں چھوڑتی، جو شخص ایک اسی کتاب کو توجہ کے ساتھ پڑھ لے کہنا چاہئے کہ اس کی نظر اجمالاً سارے ذخیرۂ احادیث پر حاوی ہو جائے گی''

آپ کے خلفاء اور شاگردان باصفا میں بعض حضرات چندے آفتاب اور چندے ماہتاب ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف متالا (یوکے) نے

حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلفاومجازین کے تفصیلی حالات پر مشتمل ضخیم کتاب تحریر فرمائی ہے۔

پیش نظر سطور میں مظاہرعلوم کے معمار ثالث شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی زندگی کے صرف ایک گوشہ پر روشنی ڈالنا مقصود ہے اور یہ دکھانا مقصود ہے کہ آج پورے کرۂ ارض پر حضرت شیخ الحدیثؒ کو مظاہرعلوم سے اور مظاہرعلوم کو حضرت شیخ الحدیثؒ سے جانا جاتا ہے کہ اس کی منجملہ دیگر وجوہ میں ایک خاص وجہ آپؒ کا مظاہرعلوم سے گہرا رشتہ اور عشق کے درجہ تک بڑھا ہوا تعلق بھی تھا، اس عظیم ادارہ کی عظمت سے اکتساب فیض تو دنیا نے کیا ہے لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ کی ذات گرامی ان چند خاصان خدا میں سے ہے جنہوں نے مظاہرعلوم کو سب سے زیادہ نوازا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کو مظاہرعلوم کے ایک ایک جزء سے فطری محبت اور تعلق تھا یہی وجہ ہے کہ آپ ہمیشہ اس ادارہ کی کسی بھی انتظامی ذمہ داری سے نہ جڑنے کے باوجود ادارہ کے کاز اور منہاج کے لئے ہر موقع پر اپنی عدیم النظیر قربانیاں پیش فرمائیں۔

آپ کے معاصر اور ہم درس حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ جب اپنی پیرانہ سالی، امراض واسقام اور نقاہت کے باعث ادارہ کی انتظامی ذمہ

داریاں کماحقہ ادانہ ہونے کا احساس واظہار فرمایا تو دیگر اعیان علم وفضل کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کو سب سے زیادہ فکر ہوا، اس فکر کا اظہار اور اس غم کا برملا اعتراف اپنی خصوصی مجلسوں میں فرماتے رہے اور حکمت وتدبر سے مظاہر علوم کے لئے کسی ذی استعداد، نیک نفس، پاک طینت شخصیت کی تیاری کے لئے بے چین وبے قرار بھی رہے اور حکمت وتدبر جو آپ کی زندگی کا ایک حصہ تھا کو کام میں لاتے ہوئے کار نظامت اور فرائض اہتمام کے لئے اپنی دوراندیشی اور بالغ نظری کو کام میں لاتے رہے اور بالآخر آپ کی نظر کیمیا اثر فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ پر پڑی جن کی مکمل تعلیم اسی ادارہ کی چہار دیواری میں ہوئی، جن کے ایام طفولیت، جن کے عہد جوانی، جن کا معصوم بچپن سب کچھ اکابر کی نظروں کے سامنے گزرا اور تقریباً تمام ہی اکابر نے مفتی صاحب کی شخصیت کو مستقبل کے لئے موزوں، مظاہر علوم کے لئے مناسب اور اکابر مظاہر علوم کی منشاء ومراد کے مطابق معیاری پایا۔

ماہنامہ حسن تدبیر کے اس خصوصی شمارہ میں مختلف صاحبان علم وقلم کی تحریرات میں حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی شفقتوں عنایتوں اور بے پایاں نوازشوں کا ذکر خیر ضمناً آئے گا لیکن ان سطور میں حضرت شیخ الحدیث کی آہ سحر گاہی، حکمت ودانائی، بصیرت

وفراست ایمانی اور تدبیر وتدبر پر مشتمل چند نادر و نایاب خطوط اور شاہکار معلومات پیش کر رہا ہوں۔

ایک استاذ اگر چاہے تو اپنے شاگرد رشید کو ترقیات کے بام بلند پر پہونچا سکتا ہے، گمنام شاگرد کو شہرتوں کے آسمان پر بٹھا سکتا ہے اور اس کی خوابیدہ صلاحیتوں اور پوشیدہ لیاقتوں کو عزم وحوصلہ عطا کر کے پہاڑوں کی استقامت بخشی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کی ذات گرامی بھی ان ستاروں میں سے ایک ہے جن کو ذرہ سے آفتاب بنانے میں حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے خصوصی دعاؤں اور اجابت کے اوقات میں دل کی گہرائیوں سے یاد رکھا۔

حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ نے حضرت شیخؒ سے بخاری شریف کا کچھ حصہ اور ابوداؤد شریف مکمل پڑھنے کا شرف حاصل کیا لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ مفتی صاحبؒ کو روز اول سے ہی جانتے تھے آپ کے والد ماجد حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ سے جو دیرینہ مراسم اور تعلقات تھے آئندہ خطوط سے اس پر روشنی پڑتی ہے جس میں جگہ جگہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ کی علمی وعرفانی شخصیت، اپنے اوپر مفتئ اعظم کے بے پایاں احسانات اور قدیم تعلقات کا کھل کر اظہار واعتراف فرمایا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی کہولت ،طفولیت ،بچپن ،جوانی اورتقریباً بڑھاپا ہر دور کو حضرت شیخ الحدیثؒ کی نظر کیمیا اثر نے بغور دیکھا اور پرکھا، ایک بچہ کی کس انداز پر تربیت ہونی چاہئے ،کن خطوط ونقوش پر اس کی تربیت کی جائے ،کیسی کتابوں کے مطالعہ کا خوگر بنایا جائے ،گھر کا ماحول بچہ کی اخلاقی تربیت پر کس قدر اثر انداز ہوتا ہے ، والدین کی خصوصی شفقتیں اوران کی ابتدائی تربیت آگے چل کر کیا رنگ لاتی ہے ،ایک نوجوان کو کن خوبیوں کا حامل ہونا چاہئے ،سعادت مند بچہ کو سعادتوں اورنجابتوں کا کس قدر لحاظ رکھنا چاہئے ،شریف خاندان کی شرافتوں کو ایک ہونہار طالب علم کہاں تک گلے لگا سکتا ہے،ایک باپ اپنے بیٹے کی اخلاقی اوراصلاحی تربیت کے لئے مٹی کوسونا بنا سکتا ہے،حضرت شیخ الحدیثؒ نے ان ساری بنیادی چیزوں کو بنظر غور مفتی سعید احمدؒ کے خانوادہ میں دیکھ رکھا تھا اوروہ فقیہ الاسلامؒ سے اپنے بیٹے کی طرح واقف وروشناس تھے ،ہمت افزائی اورحوصلوں کومہمیز لگانے کا ہنر حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے والد ماجداوراپنے شیخ ومرشد سے سیکھ رکھا تھاوہ جانتے تھے کہ میری تعلیم وتربیت بزرگوں نے کن اصولوں پر فرمائی تھی ،چنانچہ حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے لائق وفائق تلامذہ میں وہی خوبیاں اورصفات ودیعت فرمانا چاہتے تھے جس سے آئندہ کی نسل رہنمائی حاصل کرسکے ،جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے ،جنہیں علم

دین اور روحانیت کی بے کراں دولتوں سے سرفراز کیا گیا ہو جن کے اعمال کو دیکھ کر سنت نبویؐ کی تعیین، جن کی زندگی کھلی کتاب کا درجہ رکھتی ہو، جن سے کسی کو نقصان نہ پہونچے، جو مرنجا مرنج صفات کا مرقع ہوں، اسی منہاج واصول کو حضرت شیخ الحدیثؒ نے دیکھا، پرکھا اور پھر اسی کے مطابق خود بھی عمل پیرا رہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایمانی فراست اور بصیرت مفتی مظفر حسین کے ماضی، حال اور مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ دل کی گہرائیوں سے اس گہر ہائے تابدار کو مزید آبدار و جاندار بنا کر مستقبل کیلئے مظاہر علوم کا پالنہار بنانا چاہتے تھے یہی وجہ تھی کہ فقیہ الاسلامؒ کی تعلیم وتربیت اور آپ کو کندن بنانے میں جہاں آپ کے والدین کا اہم کردار رہے وہیں آپ کے اساتذہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف پورقاضویؒ، عارف باللہ حضرت اقدس حافظ محمد حسین صاحب اجراڑویؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ، سید المتواضعین حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحبؒ، حضرت مولانا ظریف احمد صاحبؒ اور آپ کے دیگر اساتذہ کرام کا زبردست کردار رہا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید عبد اللطیف صاحبؒ برما حکومت کی طلب پر فقیہ الاسلامؒ کو اپنے ہمراہ ملک سے باہر ہزاروں میل دور برما

(میانمار) لیکر گئے تو اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت شیخ الاسلامؒ کے آرام وراحت اور ہر طرح کی خدمت کے لئے ''بڑھاپے'' کی عصا بن کر گئے بلکہ اس کیساتھ یہ پہلو بھی پیش نظر تھا کہ حضرت شیخ الاسلامؒ آپ کو مدرسہ کی چہار دیواری سے نکال کر دوسرے ملک اسلئے لے گئے تا کہ آپ کے تجربات میں اضافہ ہو سکے، دیگر ملکوں کی تہذیب سے واقفیت ہو سکے، وہاں کے فضلاء مظاہر اور دل دردمند رکھنے والے عوام سے ملاقات وتعارف ہو سکے اور آئندہ کسی ایسے موقع پر جب فقیہ الاسلامؒ کے ناتواں کندھوں پر اگر بار نظامت ڈالا جائے تو بحسن وخوبی نبھا سکیں۔

اگر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ حضرت فقیہ الاسلام کو اپنے بیٹوں کی طرح مانتے اور پیار فرماتے تھے تو اس کا صرف یہ مطلب نہیں کہ حضرت حجۃ الاسلامؒ کو حضرت فقیہ الاسلامؒ سے شاگرد ہونے کی وجہ سے محبت تھی بلکہ حضرت حجۃ الاسلامؒ کی بالغ نظر شخصیت، مستقبل میں حضرت فقیہ الاسلامؒ کو مظاہر علوم کا ناظم بنتا ہوا دیکھ رہی تھی وہ جانتے تھے کہ میرے اس شاگرد میں ایسی صفات اور خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک عالمی ادارہ کے سربراہ میں ہونی چاہئیں وہ جانتے تھے کہ فقیہ الاسلامؒ کی ذات گرامی سے خلق خدا کو بے پناہ فائدہ ہونے والا ہے، وہ بہت اچھی طرح اس حقیقت

کوتسلیم کرتے تھے کہ مفتی صاحبؒ میں درس نظامی کی ہر کتاب پڑھانے کا ملکہ وحوصلہ ہے، ان کواس کا بھرپور یقین تھا کہ اپنے والد ماجدؒ کی طرح مفتی صاحبؒ کے اندر بھی فقہ وفتاویٰ کی بھرپور صلاحیتیں موجود ہیں۔

اگرقطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ بھی مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے تو اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ فقیہ الاسلامؒ کے والد ماجد کے حضرت شیخ الحدیثؒ سے بے مثال روابط تھے بلکہ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی دوربین نظریں مفتی صاحبؒ کے اندر اپنے اسلاف واکابر کی خوبیوں کومحسوس فرمارہی تھیں جوایک کارواں کو لے کر آگے بڑھنے اور بزرگوں کی امانت کو سینے سے لگائے رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں یہی وجہ ہے کہ فقیہ الاسلامؒ پر طالب علمی کے دور سے ہی حضرت شیخ الحدیثؒ کی بے پناہ شفقتیں ہوتی رہیں، قدم قدم پر حضرت شیخ الحدیثؒ رہنمائی فرماتے رہے، زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ الحدیثؒ آپ کی کتابوں اورتکرار ومطالعہ کی مصروفیتوں پر نظر رکھتے، امتحانات کے موقعوں پر آپ کی نگرانی فرماتے، کامیاب ہونے پر اپنی جیب خاص سے مناسب انعام سے بھی نوازتے رہے تاکہ مفتی صاحبؒ کے حوصلوں کو تقویت ملے، آپ کے عزائم میں بلندی اورجذبات میں جرأت مندی پیدا ہوسکے، انہی انعامات، نوازشات

اور بے پایاں عنایات کا صلہ اور بدلہ تھا کہ فقیہ الاسلامؒ کی شخصیت جب نکھر کر سامنے آئی تو مختلف علوم وفنون پر حاوی اور فقہ وفتاویٰ کی کلیات وجزئیات پر مہارت کے علاوہ ان صفات وخصوصیات کا منبع بھی تھے جو ایک عالمی ادارہ کی کمان کو کمال کے ساتھ باکمال کر سکے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ انہی اوصاف ومحاسن کیوجہ سے فقیہ الاسلامؒ پر اپنی نظر رکھے ہوئے تھے کہ جب مظاہر علوم کے بار نیابت ونظامت کا مسئلہ درپیش ہوگا تو مفتی مظفر حسین سے زیادہ موزوں اور مناسب شخصیت پورے طائفہ مظاہر میں ملنی دشوار ہوگی، چنانچہ ہماری اس بات کو حضرت شیخ الحدیثؒ کے ایک خط کے اس اقتباس سے تائید وتقویت ملتی ہے جو انہوں نے مدینہ منورہ سے ۱۷ رمحرم الحرام ھ کو مفتی مظفر حسین کے نام ارسال فرمایا تھا جس کی ابتداء سے پہلے حضرت کے القاب تحریر ہیں اس کے بعد حضرت حافظ شیرازیؒ کے اس شعر سے ابتداء فرمائی کہ ؎

نصیحت گوش کن کہ از جاں دوست تر دانند

جوانانِ سعادت مند پیر دانا را

آگے اس خط میں تحریر ہے کہ میرے خط پر تنقید کی جا سکتی ہے، مجھے تنقیدات اچھی لگا کرتی ہیں پھر کچھ سطور کے بعد تحریر ہے کہ

’’میں نے بعض مجبوریوں کی وجہ سے سہارنپور چھوڑا اور نہ میرا تو جی

چاہتا تھا کہ میں اپنی آپ بیتی جو طبع کے قابل..........''

آگے اس سلسہ میں تین قصے تحریر فرمائے ہیں اور مکتوب کے اخیر میں تحریر فرمایا کہ

''میرے پیارے! مجھے تو ان چیزوں سے صرف اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کبر نی الموت الکبراء ،ایک منصب تمہارے سپرد کیا گیا ہے اس کی قدر کرو''

پھر آگے حضرتؒ نے اپنے مختصر حالات تحریر فرمائے ہیں اور حضرت فقیہ الاسلام کو مخاطب کر کے لکھا ہے

''پیارے مظفر! مجھ پر بھی تو بہت گزری، حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب) نور اللہ مرقدہ کو مجھ سے ناراض کرنے کے لئے اتنی کوششیں کی گئیں کہ لا تعد ولا تحصی ،مگر اللہ کا احسان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے حضرت کو ناراض نہیں ہونے دیا، ورنہ میرے خلاف تو اتنا ہوا ہے کہ تم شاید سننے کا تحمل بھی نہ کرسکو، مجھے تمہارے رنج وقلق کا فکر رہتا ہے اور کاش تم اپنے ابا جان کی نیابت شروع ہی میں کر لیتے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بہتر ہو جاتا''

حضرت شیخ الحدیثؒ نے مندرجہ بالا خط سے پہلے ۱۹راپریل ۷۶ھ دوشنبہ کو مفتی مظفر حسین صاحب کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا جس کی ابتداء

اس مصرع سے فرمائی۔

مرغ زیرک گر بدام افتد تحمل بایدش

پھرایک نہایت حوصلہ افزا شعر رقم فرمایا ؎

تجھ کو کرنے ہیں ہزاروں دشت طے
مضطرب تو پہلی ہی منزل میں ہے

اس کے بعد درج ذیل القاب تحریر فرمائے۔

''عزیز گرامی قدر و منزلت الحاج قاری مظفر سلمہٗ

پھر مدرسہ کے حالات اور اپنا تذکرہ بہت تفصیل سے ذکر فرمایا ہے

اس کے بعد فرماتے ہیں

''میرے پیارے! اس قسم کی ناگواریاں تو ہمیشہ پیش آئیں گی ، میری نصیحت مانو! اب تمہاری ناز کا زمانہ ختم ہوگیا ہے اب تمہاری نازبرداری کا زمانہ آیا ہے، اسے برداشت کرو، جھیلو!

تمہیں یاد ہوگا کہ تمہاری ابتدائے نظامت پر میں نے کتنی خوشامد کی اور حضرت ناظم صاحب نے بیٹا بیٹا

کہہ کر کتنے دنوں تم سے خواہش پیش کی، اس لئے کہ ہم دونوں کی نگاہ میں موجودہ عملہ میں تمہارے سے

اچھا آدمی نہیں تھا

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھئے اور فقیہ الاسلامؒ کی شخصیت کو حضرت شیخ الحدیثؒ کے اس آئینہ سے دیکھئے جس کی طرف حضرت شیخ الحدیثؒ نے نشان دہی فرمائی تھی۔

پھر اس خط کے بالکل اخیر میں حضرت فقیہ الاسلامؒ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''پیارے! گھبرایانہیں کرتے! ابھی تو یہ ناکارہ زندہ ہے، جو مشکلات اس قسم کی پیش آیا کریں آپ دفتر سے براہ راست ایک رجسٹری میرے نام صندوق البرید۔۱۱۰۱ کے پتہ پر بھیج دیا کریں اور امر بھی نظم مدرسہ میں طلبہ کا ہو یا مدرسین کا یا سرپرستوں کا ۔مظفر پیارے! مجھے اجنبی نہ سمجھ ضرور بے تکلف لکھا کرو''

حضرت شیخ الحدیثؒ کا مندرجہ بالا خط بارہ صفحات پرمشتمل ہے جس کی اصل حضرت فقیہ الاسلامؒ کے برادر اصغر مولانا اطہر حسین صاحبؒ کے پاس موجود ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں فقیہ الاسلامؒ کے امور مدرسہ سے متعلق بعض معاملات میں تعریف وتصویب، اپنے تعلقات کا اظہار اور حجاز مقدس میں دعاؤں کا اہتمام وغیرہ کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا ہے پورا خط من وعن درج ذیل ہے۔

باسمہ سبحانہ

مکرم ومحترم قاری مظفر صاحب، زادمجدکم

بعد سلام مسنون

پرسوں آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۳ر دسمبر پہنچا، بہت جلد پہنچ گیا، میں نے اسی وقت جواب لکھوالنے کا ارادہ کرلیا تھا، مگر میری طبیعت بہت خراب چل رہی ہے ،عام ڈاک تو میں لکھواتا نہیں، میرے کاتب خود ہی لکھ دیتے ہیں، مگر تمہارا خط میں نے سوچا کہ خود لکھواؤں گا مگر دوران سر کی وجہ سے نہ لکھوا سکا، آج ۲۲ر کی شب میں شروع کرارہا ہوں، خدا کرے پورا ہوجائے ، پہلے تو مجھے بھی مدرسہ کے حالات کا انتظار رہتا تھا مگر اب تو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے انتظار نہیں رہتا، مولوی عاقل ،نصیر، طلحہ وغیرہ کے خطوط بھی عرصہ سے نہیں آئے ،کئی باتیں یاد تھیں کہ لکھواؤں گا مگر اب دفاغی کیفیت ایسی چل رہی ہے کہ بالکل یاد نہیں، میرے ڈاکٹر حکیم تو بہت گھبراتے ہیں اوران کی تسلی کرتا ہوں کہ مجھ پر گھبراہٹ نہیں تم کیوں گھبراتے ہو، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عیدالاضحیٰ کا کام بخیر پورا ہوگیا مگر زیادہ بیگار بھی اپنے ذمہ نہ رکھا کرو، یہ رئیس لوگ اپنے آپ کو بچانے کے لئے مدرسہ کے حوالہ کردیتے ہیں، تجاویز مدرسہ بھی عمر بھر میں پہلی دفعہ پہنچی ،ان کے متعلق تو مجھے

کچھ لکھنا نہیں اس لئے کہ میرا دماغ بہت غیر حاضر ہے، اللہ تعالیٰ عافیت عطا فرمائے، یا حسن خاتمہ نصیب کرے، مدرسہ کی تجاویز میں تو غور و خوض کرنا ہوتا ہے، حاجی عبدالعلیم کے متعلق تجویز آپ نے بہت اچھا کیا کہ بھیج دی مگر بہت دیر میں، ناظم صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام مسنون کہہ دیجیو، میری محمد اللہ کو ان کے آپریشن پر مبارک باد دیدیں، خدا کرے اچھی بن گئی ہو، ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔

میرے پیارے! بہت اچھا کرتے ہو کہ تحتانی شوریٰ میں باتیں پیش کرتے رہتے ہو، آپس میں اختلاف ہرگز نہ ہونا چاہئے اگر تحتانی شوریٰ میں کسی بات پر اختلاف ہوا کرے تو اس کو زبانی راضی کرلیا کرو یہ بہت مفید ہوگا، مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ جائداد کمیٹی کون سی ہے، میرے ذہن میں تو یہ ہے کہ جائداد کا کام صوفی افتخار اور عامر کے حوالہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ خیر فرمائے اور مدرسہ کو اختلاف سے بچائے، میری دعا تو جس قابل ہے میں خود سمجھتا ہوں، اس کے باوجود تم سب کے لئے اور مدرسہ کے لئے اہتمام سے دعا کرتا ہوں میرے لئے تم صحت کی دعا کرتے ہو مگر میں تو حسن خاتمہ کی دعا کا محتاج ہوں، ساری عمر گزر گئی اور کوئی کام ایسا نہ

کرسکا جس کو حضوری میں پیش کرسکوں، بجز اس کے کہ سارے اکابر کو مجھ سے محبت رہی، حضرت ناظم صاحب سے بہت اہتمام سے سلام مسنون کہہ دیں، نیز اہل دفتر اور مدرسین سے بھی کسی کے حوالہ کردیں کہ وہ سلام پہنچادے۔

کئی سال ہوئے مولوی انعام نے مدرسہ کے حالات لکھنے شروع کئے تھے وہ کہاں تک لکھے گئے، اس کو اپنی تحویل میں ضرور رکھ لیں، شاید کسی وقت اس سے کام لیا جاسکے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم حبیب اللہ ۲۳ر دسمبر ۷۸ء مدینہ منورہ

مظاہر علوم سہارنپور کے منصب اہتمام وانتظام کے لئے حضرت شیخ الحدیثؒ کی فکرمندی اور جگرسوزی کا ذیل کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنی تین خصوصی دعاؤں کا تذکرہ مدینہ منورہ سے واپسی پر مظاہر علوم کے سب سے بڑے احاطہ دار جدید (جس پر فریق مخالف کا غاصبانہ قبضہ ہے) میں مسلسلات کے ختم کا پروگرام تھا، اس میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجمع عام میں اپنی جن تین دعاؤں کا تذکرہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں جس طرح ایک مستجاب الدعوات کی دعائیں قبول ہوئیں اس کا تذکرہ ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم میں مولانا عبدالعزیز میرٹھی کے

اس مضمون سے ہوتا ہے جو انہوں نے ''حضرت فقیہ الامت کی علالت وصحت'' کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے لیجئے وہ پورا واقعہ آپ بھی پڑھئے اور ایک عارف وقت کے انتخاب لاجواب کی داد دیجئے۔

''ایک بار حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ مدینہ منورہ سے تشریف لائے، حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ مقرر کئے جاچکے تھے، دارجدید میں ختم مسلسلات کا پروگرام تھا میں بھی ایک جماعت کے ساتھ اس میں شریک ہوا تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجمع عام میں فرمایا۔

''میری تین دعائیں تھیں، ان میں سے دو اللہ نے قبول فرمالیں''

(۱) ایک دعا یہ تھی کہ میرے شیخؒ کی کتاب ''بذل المجہود شرح ابوداؤد'' کی طباعت ہوجائے تو بحمد اللہ اس کی طباعت ہوگئی اور میری یہ دعا قبول ہوگئی۔

(۲) دوسرے یہ ہے کہ مظاہر علوم کو اس کی شایان شان ناظم اعلیٰ مل جائے یہ دعا بھی الحمدللہ قبول ہوگئی۔

(۳) اور تیسرے یہ دعا ہے کہ میرا انتقال مدینہ منورہ میں ہو، آپ سب حضرات میرے لئے دعا کریں

چنانچہ حضرتؒ کی یہ دعا بھی اللہ نے قبول فرمالی، مدینہ منورہ زادہا اللہ

شرفاً کی پاکیزہ زمین میں آپ مدفون ہوئے خدائے تعالیٰ ان کی پاک روح پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔آمین۔

فقیہ الاسلامؒ چونکہ تواضع وللٰہیت کا پیکر اور انکساری ومسکنت کیخوگر تھے وہ ایسے عظیم عہدہ کو قبول کرتے ہوئے شروع شروع میں بہت متردد اور تذبذب کا شکار رہے لیکن جیسا کہ حضرت شیخ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات شیخین کا آپ کے نائب ناظم بننے پر کس قدر دباؤ اور اکابر اساتذہ کرام کی کس قدر خوشامد شامل حال تھی قارئین کرام اس سے واقف ہو چکے ہیں۔

حضرت مولانا اطہر حسین صاحب نے نفح المشموم میں نہایت مختصر لفظوں میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے لکھتے ہیں

”واختاره الشيخ محمد زكريا الكاندهلوى والشيخ محمد اسعدالله الرامفورى واعضاء الجامعة نائباً للمدير في رمضان ١٣٨٥ ءثم بعدزمان عرض عليه منصب الادارة فانكره اولاً ثم قبله ١٤٠١ ھ بعد ما الح عليه بعض اعضاء الجامعة“

یعنی حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رام پوریؒ اور بعض ارباب مدرسہ نے فقیہ الاسلام کو رمضان ۱۳۸۵ھ میں نائب ناظم تجویز کیا پھر ایک عرصہ بعد عہدۂ نظامت پیش کیا گیا جس کو قبول کرنے سے

حضرت فقیہ الاسلامؒ نہایت متردد تھے اور بار بار انکار فرمارہے تھے لیکن حضرات شیخین کے اصرار اور بعض اہم ذمہ دار شخصیات اور مخلص ارباب مدرسہ کی حوصلہ افزائی اور پیہم کوششوں کی وجہ سے ۱۴۰۰ھ میں اس عہدہ کو قبول فرمالیا اس وقت سے تادم وفات اسی عہدہ پر فائز رہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۷۳ء کو حضرت شیخ الحدیثؒ نے مدینہ منورہ سے ایک تفصیلی مکتوب فقیہ الاسلام کے نام ارسال فرمایا جس میں مدرسہ سے متعلق بہت ہی بنیادی ہدایات، تقویٰ وطہارت اور انصاف وصفائی معاملات نیز فقیہ الاسلام سے اپنے ذاتی تعلقات وغیرہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پورا خط اس لائق ہے کہ ارباب مدارس اور ذمہ داران مدرسہ اس کو بغور پڑھیں اور عمل کریں۔

باسمہ سبحانہ

امن تذکر جیران بذی سلم

نزجت و معاً جریٰ من مقلة بدم

اذا حبت الریح من ثلثاء کاظمة

او امض البرقانی فی الظلماء من اضم

عزیز گرامی قدر قاری مظفر صاحب سلمہ بعد سلام مسنون

اس وقت آپ کا اور مولوی عبد المالک کا مرسلہ ایڈیٹر پہنچا سہارنپور کے خطوط کی تو بہت ہی بھرمار ہے مگر تمہارے خط نے مدرسہ کی یاد

ایسی بھڑکائی کہ تھوڑی دیر کو تو بےچین کر دیا۔ یہ ناکارہ جب تک کسی علمی تالیفی یا مدرسے کے کام کرتا رہا تو حضرت اقدس مدنیؒ اور حضرت اقدس رائے پوریؒ نور اللہ مرقدہما کے بار بار اصرار سے بھی چالیس برس تک حجاز کا رخ نہیں کیا مگر جب سب چیزوں سے بیکار ہو گیا تو خالی پڑا رہنے کیلئے تو مدینہ سے زیادہ سکون کی جگہ اور کہاں ہو گی اگر چہ کئی مرتبہ کچھ قیام کی نیت سے آچکا ہوں مگر اپنی بداعمالیوں سے پھر واپس کر دیا گیا۔ اب بھی مولانا انعام الحسن صاحب نے ایک صاحب کا خواب بھیجا ہے کہ زکریا کو ہند واپسی کی اجازت ہو گئی۔ دیکھئے کیا مقدر ہو، تمہارے اور مدرسہ کیلئے بہت ہی اہتمام سے دعا کرتا رہتا ہوں کہ عمر کے سارے دور بچپن، جوانی، کہولیت، ضعف و پیری سارے دور ۶۵ سال میں مدرسہ میں گزرے تو اس کی یاد سے غفلت تو بہت دشوار ہے البتہ چند اہم مشورے اپنے تجربات سے ضرور لکھواتا ہوں۔

(۱) بڑے فتنے کا زمانہ ہے غیر معمولی امور میں سرپرستوں سے مشورے کا بہت ہی اہتمام رکھیں تا کہ تمہارے لئے وقایہ بنا رہے۔

(۲) اس کو بار بار اپنے دوران قیام میں بھی کثرت سے کہتا رہا ہوں

اہتمام کی وجہ سے اب بھی لکھواتا ہوں

الف: اپنے ذاتی تعلقات کی وجہ سے مدرسہ میں ہرگز کسی کو ترقی نہ دیں نہ علمی نہ مالی۔ بہت ہی وثوق سے انشاء اللہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سی جزئیات میں اس ناکارہ کا عمل ہمیشہ یہی رہا۔ جن طلبہ کا مدرسہ سے اخراج ہوتا تھا میں نے کبھی کسی کی سفارش تحریری یا زبانی نہیں کی البتہ یہ ضرور کہہ دیتا تھا کہ جب تک تیری معافی ہو یا گھر واپسی ہو اس وقت تک تیرا کھانا میرے ساتھ، اس لئے کہ مدرسہ کا کھانا بند ہو جاتا تھا۔ اسی طرح کسی ملازم کی ترقی اپنے تعلقات سے نہ کبھی کی نہ کبھی سفارش کی۔

ب: اپنے مخالفوں کو کبھی گرانے کا ارادہ نہ کیجیو اور نہ ان کی ترقی روکنے کا، میں نے اپنے حضرت کے یہاں بھی اپنے سخت ترین مخالف کی سفارش کی جس پر میرے حضرت کو بھی بہت تعجب ہوا اور میرا خیال ہے کہ میری وقعت میں حضرت کے یہاں اضافہ کا سبب بنا۔

(۳) تعلیم مدرسہ کا اکابر کے زمانہ میں بہت ہی ما بہ الامتیاز تمغہ رہا ہے۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب نے قاری طیب صاحب کے چھوٹے بھائی عزیز طاہر مرحوم کو مدرسہ میں میری نگرانی میں داخل کیا تھا۔ اور میرا زمانہ کم عقلی کا تھا جو اب تک بھی باقی ہے میں نے بغیر پوچھے

کہیں جانے پر دورسید کئے جس کا اس مرحوم کوتحمل نہ ہوا اور وہ آب وہوا کی عدم موافقت کا عذر کر کے چلا گیا۔ اس لئے تمہارے لئے عمومی تنبیہ تو مشکل ہے یعنی ہر شخص کو ٹوکنا لیکن جس سے تعلقات ہوں ان کو ضرور من رای منکرا فلیغرہ بیدہ (الحدیث) کی بناء پر تنبیہ ضرور کرتے رہیں اور جن سے تعلقات نہ ہو بلکہ ان کیلئے ایک عمومی اطلاع نامہ مدرسین کے دستخط کے لئے بھیج دیا کریں جس میں کسی کا نام نہ ہو کہ بعض مدرسین کی یہ شکایت پہونچی ہے اس کا سب حضرات لحاظ کریں۔

(۴) مدرسین وملازمین بلکہ طلبہ سے بھی بدتمیزیوں پر اعراض سے کام لیا کریں۔

(۵) اگر کوئی شخص کسی کی شکایت کرے تو محض شاکی کی روایت پر اس کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اسی طرح کسی کی تاریخ پر بلکہ دوسرے ذرائع سے چپکے چپکے اس شکایت اور تعریف کی تحقیق کرلیا کریں۔

(۶) پارٹی بندی سے کون سی جگہ خالی ہوگی یا ہوئی ہوگی لیکن اکابر کے زمانہ میں تو یہ اندر دلوں میں اور رازوں میں رہا کرتے تھے مگر اب کئی سال سے زبانوں پر بھی آنے لگے۔ تمہاری زبان سے کسی

مجمع میں کوئی ایسا لفظ نہیں نکلنا چاہئے جس سے کسی پارٹی کی موافقت یا مخالفت معلوم ہوتی ہو۔

(۷) مدرسہ کی مالیات کا مسئلہ بہت ہی نازک ہے آخرت میں جو ہوگا ہوگا ہی دنیا میں بھی اس کے برے ثمرات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اپنی ذات کی حد تک مالیات کے سلسلہ میں بہت ہی احتیاط رکھنا اور ملازمین کو وقتاً فوقتاً اس کی طرف ضرور متوجہ کرتے رہنا، **كما تكرر في السمع تقرر في القلب**۔ آپ بیتی حصہ اول میں میں نے اکابر کے بہت سے معمولات اس سلسلہ میں لکھوائے تھے ان کو خود بھی ملاحظہ فرمادیں اور اکابر اہل مدرسہ کو چاہے تعلیمی ہوں چاہے مالی، ان کے دیکھنے کی ترغیب بھی دیتے رہا کریں۔

(۸) اگرچہ تم نے اکابر کا دور بہت ہی کم دیکھا ہے مگر اپنے والد صاحبؒ کا دور تو خوب دیکھا ہے انکو اکابر کے اتباع کا بہت اہتمام تھا انکے طرز عمل کو بہت اہتمام سے اپنانے کی کوشش کرتے رہیں۔

(۹) مدرسہ کی شہرت یا اس کے مفاخر، خوبیاں تو جتنی بھی چاہے پھیلائی جائیں مگر اپنی ذاتی شہرت اور ذاتی مفاخر کے پھیلانے کا ارادہ نہ کریں۔

(۱۰) جن سے کسی وجہ سے تکدر ہو معاملات میں اس کا ظہور نہیں

ہونا چاہیے،خندہ پیشانی سے ضرور ملا کریں چاہے اپنے کو کتنا ہی مشقت اٹھانی پڑے۔

حضرت ابودرداءؓ کا ارشاد بخاری میں ہے انا لنکشر الی اقوام تلعنھم قلوبنا او کما قال صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

باتیں تو ابھی ذہن میں بہت آئیں مگر اس وقت انہی پر اکتفا کرتا ہوں بلکہ میرے حوالہ سے یہ امور بھی احکام سرپرستان میں نقل کرادیں تو اچھا ہے۔

(۱۱) تم نے خط نہ لکھنے کی معذرت لکھی اس کی بالکل ضرورت نہیں تمہاری مشغولیتوں کا حال بھی معلوم ہے اور مجھے بھی خط لکھوانا اب بہت دشوار ہوگیا ہے۔آپ نے لکھا کہ مولانا عبدالمالک صاحب خط لکھتے رہتے ہیں،میرے پاس ان کا ایک خط پہنچا تھا بہت شروع میں،اوردوسرے کو تلاش ہی کرتا رہا سنا ہے کہ مولانا سعید خان صاحب کے لفافہ میں جب کہ وہ...... گئے تھے آیا تھا اورانہوں نے قاضی صاحب کے ذریعہ بھیجا تھا مگر وہ بھی اپنے کاغذات تلاش کرچکے اورقاضی صاحب بھی اپنے کاغذات تلاش کراچکے اورمیں بھی مگر ملا نہیں۔لیگ اور جمعیۃ کے جلسوں کی رودادیں تو درجنوں پہنچ

گئیں جن سے جی بھی گھبرایا۔
شاخ کے مسئلہ سے متعلق تو آپ کو معلوم ہے کہ میں تو کئی سال سے ڈر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ بہت ہی بے قابو جگہ ہے۔ میں نے اپنے دوران قیام میں اس کی بہت کوشش کی کہ اس کا کوئی بہترین حل نکل آئے مگر اب تک کوئی حل نہ نکل سکا۔
حضرت ناظم (مولانا محمد اسعد اللہ) صاحبؒ کی خدمت میں بھی خاص طور سے سلام مسنون کے بعد عرض کر دیں کہ آپ کی صحت کے لئے یہ ناکارہ بہت اہتمام سے دعا کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ تا دیر زندہ سلامت رکھے کہ آپ کے وجود کی مدرسہ کو بہت ضرورت ہے۔ شیخ منی صاحب سے بھی خاص طور سے سلام مسنون کے بعد کہہ دیں کہ یہ ناکارہ آپ کو بواسطہ قاری مظفر صاحب اور مولوی نصیر صاحب متعدد خطوط لکھوا چکا ہے نہ مجھے آپ سے کوئی گرانی ہے نہ شکایت بالکل اطمینان رکھیں میں نے جو مضمون لکھوایا تھا وہ تو عمومی اخلاص سے لکھوایا تھا کہ بہت ہی شر و فساد کی خبریں خطوط میں آرہی تھیں۔ اپنی والدہ، اہلیہ، عزیز اطہر اور اس کی اہلیہ سے سلام مسنون کہہ دیں، تم سب کے لئے بلاتو ریہ دعا بھی کرتا ہوں اور صلوٰۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔

اس تفصیلی مکتوب کے تیسرے صفحہ پر جناب مولانا عبد المالک صاحب مرحوم کے نام خط ہے جس میں مدرسہ کی بعض جائدادوں کا تذکرہ ،مدرسہ کے استاذ مولانا قاری رضوان صاحب کے لئے مکان کی تصویب، گندم رکھنے کے لئے مفید تجاویز، ایک جائداد کا معاملہ بحسن وخوبی طے ہوجانے پر مولانا موصوف کی تحسین وتعریف ،دعا اور روضہ ٔ پاک پر صلوٰۃ وسلام پہنچانے کی اطلاع ،مولانا کے فرزند مولوی اخلاق صاحب اور چھوٹی بچی کے لئے دعا صحت اور اپنی بیماریوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

۲۱ ستمبر ۷۸ ءکو مدینہ منورہ سے حضرت شیخؒ نے ایک مکتوب تحریر فرمایا جس میں مفتی صاحب اور مظاہر علوم کیلئے مسلسل دعاؤں کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں خاص طور پر یہ سطور نہایت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔

”اس میں نہ مبالغہ ہے نہ توریہ کہ تمہارے لئے اور مدرسہ کے لئے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں مدرسہ میرے حضرت (مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ) کا باغ ہے اور جتنی مجھے فکر رہتی ہے اتنی تم موجودین میں سے کسی کو نہیں ہوگی اور تم اس باغ کے مالی ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں جملہ مکارہ سے محفوظ رکھے اور مدرسہ کو بھی“

اس خط میں فقیہ الاسلام کے والد ماجدؒ کے حضرت شیخ الحدیثؒ پر احسانات ،تعلقات ،بعض خدشات اور ان کا بعد میں ورود، فقیہ الاسلامؒ کے

لئے نہایت اہم اور قیمتی نصائح ، مدرسہ کے بعض انتظامی معاملات ، رویت ہلال کے سلسلہ میں اپنا اور اپنے بزرگوں کا معمول اور فقیہ الاسلامؒ کو اس معمول پر چلنے کی ہدایت وغیرہ درج ہیں، پورا خط آپ بھی پڑھئے اور قلب ونظر کو روشن ومنور کیجئے۔

باسمہ سبحانہ

مکرم ومحترم مفتی مظفر حسین صاحب مد فیوضکم

بعد سلام مسنون

عرصہ کے بعد گرامی نامہ موجب منت ہوا، رمضان میں میری طبیعت بہت خراب رہی، تراویح بھی حجرہ ہی میں پڑھی ۔اس میں نہ مبالغہ ہے نہ توریہ کہ تمہارے لئے اور مدرسہ کے لئے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں، مدرسہ میرے حضرت کا باغ ہے اور جتنی مجھے فکر رہتی ہے اتنی تم موجودین میں سے کسی کو نہیں ہوگی اور تم اس باغ کے مالی ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں جملہ مکارہ سے محفوظ رکھے اور مدرسہ کو بھی۔

چاند کے بارے میں مدرسہ کے احکام سرپرستان کے رجسٹر میں چھ سات برس پہلے کی میری ایک تحریر ہے اس کو تلاش کر کے آپ بھی دیکھ لیں اور عزیز عاقل کو بھی دکھا دیں، میں نے حکماً قاری سعیدؒ کو چاند کی تحقیق کے لئے نینی تال بھیجا تھا، اللہ تعالیٰ ان کو بہت جزائے

خیر عطا فرمائے کہ وہ میرے احکامات کو دل سے قبول کرتے تھے اور میں نے اس کی تمہید میں یہی خطرات پیش کئے تھے جو اس سال تھوڑے سے پیش آئے۔

پیارے! تم نے میرا طرز ہمیشہ دیکھا ہوگا کہ میں قاضی صاحب کے مقابلہ میں ہمیشہ نیچے رہا، میرے حضرت کے زمانہ میں تو حضرت کم تشریف لیجایا کرتے تھے اور ناظم صاحب کے زمانہ میں اگر ان کا اعتکاف نہیں ہوتا تھا تو ہمیشہ خود تشریف لے جایا کرتے تھے اور اعتکاف ہوتا تو قاضی صاحب تشریف لایا کرتے تھے اور قاری سعید مرحوم کے زمانہ میں ہمیشہ قاری صاحب ہی تشریف لیجایا کرتے تھے میں اپنے دور میں معذوری کی وجہ سے نہیں جاسکا مگر قاری صاحب مرحوم میری نیابت کیا کرتے تھے، میں نے پیارے! تمہیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اس میں تم اپنی توہین نہ سمجھو، من تواضع للہ رفعه اللہ یہ تو میں نے سنا تھا کہ مطبخ والوں کو تم نے سب کو نکال دیا تھا مگر کس وجہ سے نکالا، کسی نہیں لکھا، حضرتؒ کے بعد بھی یہ قصہ پیش آچکا، اس وقت بعض دوستوں کے مشورہ سے ان طباخوں کے چودھری کو بلوایا تھا اور میں نے منت سماجت سے کہلوایا تھا کہ بھائی مدرسہ تمہارا ہے، تمہارے ذمہ ہے طباخوں کی

خبرگیری، اس نے جا کر ۶/۵ طباخوں کو بھیج دیا کہ ان میں سے جس کو چاہو چن لو۔

میرے لئے دعا کی یاددہانی کی بالکل ضرورت نہیں، بہت متفکر رہتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے اور حضرت والاؒ سے بہت ڈرتا رہتا ہوں کہ اگر یہ سوال ہوگیا کہ چھوڑ کر کیوں بھاگ گیا تو کیا جواب دوں گا، مگر کیا کروں بہت معذور ہوگیا آپ کے یہاں کے سیلاب کی خبریں تو بہت دنوں سے سن رہا ہوں اور خطوط سے بہت لرزاں ہوں۔(آگے تین سطریں سیلاب اور اس کی تباہ کاری اور رحم وعافیت کی دعا مرقوم ہے پھر آگے فرماتے ہیں)

مجھے تو رمضان میں خط لکھوانا ایسے مشکل ہو مگر اس سال تو بیماری نے اور معذور کردیا تھا اور اجنبی خطوط کے تو سننے کی بھی نوبت نہیں ہے، میرا ظل عاطفت تو اب ختم ہو چکا اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اب بلالے اسی کی تم سب سے دعا کی درخواست ہے۔اپنی والدہ سے خاص طور پے سلام مسنون کہہ دیں، اپنی اہلیہ، عزیز اطہر اور اس کی اہلیہ سے بھی۔فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم حبیب اللہ ۲۱ رستمبر ۷۸ء مدینہ طیبہ

از حبیب اللہ بعد از سلام درخواست دعا

اس مکتوب میں جناب قاضی ظفر احمد صاحب موحوم کا بھی تذکرہ ہے، حضرت قاضی ظفر احمد صاحبؒ موجودہ قاضی شہر جناب قاضی سلطان اختر کے نانا تھے، نہایت باوضع، خوش پوش، خوش اخلاق، متین وسنجیدہ، بارعب وباوقار، تقویٰ وتدین اور عبادت وریاضت میں بے مثال بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے مؤرخہ ....کو سہارنپور میں انتقال ہوا اور سہارنپور کی اس وقت تک کی تاریخ میں سب سے بڑا جنازہ تھا جس میں لاکھوں افراد نماز جنازہ کے لئے شریک ہوئے تھے۔

قاضی صاحب موصوف باوجود خود مختار ہونے کے ہمیشہ علماء مظاہر علوم کے فتاویٰ کے بعد ہی فیصلے صادر فرماتے تھے، قاضی صاحبؒ کو حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحبؒ کے فتاویٰ پر بھرپور اعتماد اور وثوق تھا بلکہ حضرت مفتی صاحبؒ کی رائے گرامی معلوم کئے بغیر کوئی فیصلہ صادر نہیں فرماتے تھے، قاضی صاحبؒ کے بعد جناب قاضی سید امین احمد صاحبؒ کو حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے فتاویٰ پر مکمل اعتماد تھا اور قاضی سید امین صاحبؒ کے بعد آپ کے بھائی جناب قاضی سید سلطان اختر صاحب مدظلہم کو بھی فقیہ الاسلامؒ کی فقاہت پر ناز تھا اور ہمیشہ شرعی معاملات میں فقیہ الاسلام کی رائے گرامی جان لینے کے بعد فیصلہ صادر کرتے تھے۔

فقیہ الاسلامؒ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کو ایک مکتوب بھیجا جو ۷ رجنوری کو روانہ ہوکر ۲۴ رجنوری کو مدینہ پاک پہنچا، جس میں حضرت فقیہ الاسلامؒ نے بعض نوجوانوں کی حرکتوں کا ذکر بھی کیا تھا، حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس کے جواب میں اپنے رنج وقلق اور نا گواری کا اظہار فرمایا اور مدرسہ کے بعض اہم امور کی طرف توجہ مبذول فرمائی لکھتے ہیں۔

باسمہ سبحانہٗ

مکرم ومحترم مولانا الحاج مفتی مظفر حسین صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون

آج کی ڈاک سے تمہارا لفافہ مورخہ ۷ رجنوری آج ۲۴ رجنوری کو پہنچا مجھے بھی تعجب تھا کہ اس سال اب تک مدرسہ والوں میں سے کسی کا خط نہیں پہنچا۔ یہ تم نے بہت صحیح کہا کہ میرے لئے تو آخری عمر میں ہجوم کی مشغولیت اتنی بڑھ گئی کہ ساری عمر جتنا میں آدمیوں سے بھاگتا رہا اس کا ردعمل اب ہورہا ہے۔ ہندوستان جانے میں ایک ماہ استقبال کا ایک ماہ رمضان کا اور ایک ماہ مشایعت کا اور واپسی میں ایک مہینہ پاکستان کا اور یہاں آنے کے بعد سے چار ماہ حج کے سارے ہجوم ہی کے ہیں، اس سے بہت مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بقرعید کے ایام سب جگہ

خیریت سے گذر گئے اس کی سب سے پہلے اطلاع تو حاجی یعقوب نے دی تھی کہ ہندوستان میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا جس پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کیا اس سے قلق ہوا کہ نوجوانوں نے تمہیں دق کیا اللہ تعالیٰ ہی انہیں ہدایت کرے یہ لوگ جتنے واجب الاحترام تھے اپنی حرکتوں کی بناء پر سبھی کی نگاہ میں ذلیل ہوتے جارہے ہیں میں نے تو پارسل آمد سے پہلے ایک اعلان کثرت سے بھیجا تھا کہ یہ حضرات رمضان میں تکلیف نہ فرمائیں۔

اور اس سال اگر آنا ہوا تو اس سے بھی زیادہ سخت لکھنے کا خیال ہے حاجی شفیع صاحب نے اپنے سہارنپور جانے کے ارادہ کی تو مجھے بھی خبر کی تھی مگر اوڈیٹران کے جانے کی خبر نہیں کی تھی اللہ تعالیٰ ان کی آمد کو تم لوگوں کے لئے کسی مزید دقت کا سبب نہ بنائے، تم نے لکھا کہ مدرسہ کا کام باحسن وجوہ انجام پا رہا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اللہ تعالیٰ سے اہتمام سے دعا بھی کرتے رہیں، تمہارے خط میں پہلے تو حاجی شفیع کا ۱۲ / ۱۳ / جنوری کو آنا لکھا ہے اور اخیر میں خط میں اس مہینہ کے ختم پر آنا لکھا ہے یہ ایک ہی آمد کی دو اطلاعیں ہیں یا دو آمد الگ الگ ہیں میرے پاس جو حاجی شفیع کا خط مورخہ ۱۴ / جنوری آیا تھا اس میں تو لکھا تھا کہ پرسوں سہارنپور جانا ہے ناظم صاحب کی خدمت میں بہت اہتمام سے بندہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد کہہ دیں کہ آپ کی صحت کے لئے بہت اہتمام سے دعائیں

مشغول رہتا ہوں اس سے بھی مسرت ہوئی کہ ڈاکٹر فرحت کے علاج سے بہت فائدہ ہوا اگر ڈاکٹر صاحب موصوف ہوں تو میری طرف سے سلام مسنون کہہ دیں اور یہ بھی کہ آپ کے لئے بہت اہتمام سے دعائیں کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر نوع کی ترقیات سے نوازے ،لندن جانے سے دنیوی وسعت تو ضرور ہوئی ہوگی مگر غرباء کے علاج سے جو اخروی ثواب سہارنپور میں تھا وہ لندن میں کہاں ہوسکتا ہے آپ کے لئے دعا تو بہت اہتمام سے کرتا ہوں اور روضہ ٔ اقدس پر صلوۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں مولوی وقار صاحب کا پرچہ بھی پہنچ گیا اس کا جواب بھی اسی لفافہ میں ارسال ہے اپنی والدہ، اہلیہ اورعزیز مولوی اطہران کی اہلیہ اور ہمشیرگان سے خاص طور سے سلام مسنون کہہ دیں تمہارے اجراڑہ کے مدرسہ کے مہتمم مولوی عبداللہ نے حافظ محمد حسین صاحبؒ کی کوئی سیرت لکھی ہے معلوم نہیں تم نے اس کو ملاحظہ کیا ہے یا نہیں ۔مولوی عبد المالک سے بعد سلام مسنون تمہیں میں نے متعدد خطوط میں پیام لکھے جن میں قاری عباس کے رباط کی آگ کا حال بھی لکھا تھا تمہارا کوئی پرچہ تو اب تک پہنچا نہیں لیکن یہ ناکارہ تمہارے لئے اور تمہارے گھروالوں کے لئے دعاؤں سے غافل نہیں۔

فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ

۲۵/۱/۷۶ء مدینہ منورہ

از حبیب اللہ بعد سلام مسنون درخواست دعا

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس کے موقع پر قرب وجوار کے اکثر مدارس میں تعطیل کردی گئی تھی اور دارالعلوم کی فرمائش پر رضا کار بڑی تعداد میں دیوبند پہنچ رہے تھے، مظاہر علوم سہارنپور کا چونکہ اس قسم کے جلسہ جلوس کرنے کا کبھی معمول نہیں رہا اور نہ ہی کسی تقریب میں کسی ایسی اختلافی شخصیت کو دعوت دی گئی جو سیاسی اور نزاعی ہو، مظاہر علوم شروع ہی سے گوشۂ گمنامی کو پسند کرتا رہا ہے اور اس قسم کے ہنگامی اجلاس سے دور بھاگتا رہا چنانچہ دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ اجلاس کے موقع پر اکابر مظاہر کا کیا کردار رہا اور اس قسم کے جلسوں سے مظاہر علوم کو کتنی مناسبت رہی، حضرت شیخ الحدیثؒ کے اس خط سے پوری صورتحال ظاہر ہوتی ہے۔

باسمہ سبحانہٗ

مکرم ومحترم جناب الحاج قاری مظفر صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون

اسی وقت آپ کا خط پہنچا مجھے دارالعلوم کے جشن کا بہت فکر ہے تم حضرات سب بچے ہوا ایسا نہ ہو کہ تمہارے بچپنے سے مدرسہ کی ساکھ پر کچھ اثر پڑے ، میں نے حاجی شفیع صاحب کو بھی خط لکھا تھا

اور تمہیں بھی لکھا تھا وہ حضرات ہوشیار ہیں۔ حضرت تھانوی کا ارشاد ہے کہ چالبازیاں مظاہر علوم والے اور دارالعلوم والے دونوں ہی کرتے ہیں مگر دارالعلوم کو آتی ہیں مظاہر والوں کو نہیں آتی۔

مجھے تو تمہاری بہت فکر اس صد سالہ کی وجہ سے ہو رہی ہے، میری رائے یہ ہے کہ نہ تو مہمانان دارالعلوم کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ ہو جس سے وہ یہ سمجھیں کہ دونوں عین غین ہیں، دوسری میری رائے ہے کہ باراتوار کو چھٹی ہو مگر اس اعلان کے ساتھ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سارے طلبہ دارالعلوم کے مہمان ہوں، جن کو شرکت کا شوق ہو اور وہاں سے طلب نہ ہو تو وہ اپنے کھانے کا بار اپنے ذمہ رکھیں۔

عزیز شاہد کو میں ۱۵ دن ہوئے بھیج چکا ہوں مگر تمہارے خط سے اس کا پہنچنا معلوم ہوا، تمہارے پہلے خط کا جواب شاہد کے ہی بدست بھیجا ہے، میری ظل عاطفت بہت ہو چکی اب تو میرے لئے حسن خاتمہ کی دعا سب احباب کرو، مولوی حبیب اللہ، اسمٰعیل، ابوالحسن کی طرف سے بھی سلام مسنون اپنی والدہ، اہلیہ اور عزیز اطہر سے سلام کہہ دیں میں پہلے خط میں بھی لکھوا چکا ہوں کہ آج کل بڑے فتنوں کا دور ہے کہ لوگ پہلے تو مخالفت چھپ کر کرتے تھے اب کھلم کھلا کرنے لگے ہیں آیت کریمہ اور سورہ کہف کے ختم کا خوب اہتمام

کریں۔

فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ

۱۶/ ۳/ ۸۰ء مدینہ طیبہ

ایک اور خط میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے بعض اسفار کے اجمالی تذکرہ کے بعد مظاہر علوم کے لئے خصوصی دعاؤں اور دارالعلوم دیوبند اور علامہ بنوریؒ کے مدرسہ میں چلنے والے مقدمات سے تشویش وغیرہ کا مختصر تذکرہ ہے فرماتے ہیں۔

باسمہ سبحانہ

مکرم ومحترم جناب الحاج قاری مظفر صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون

تمہارا خط طلحہ کے لفافہ میں ملا مگر اس قدر مشغولی رہی کہ حد وحساب نہیں، بہت سے دوستوں نے میرے سفر کئی کئی لکھے اگر کوئی چھپ گیا تو تم بھی دیکھو گے کہ اس بیمار وضعیف پر امراض کے ساتھ ساتھ کتنا ہجوم ان سفروں میں رہا، میں نے سنا ہے کہ سفر نامے تو کئی لکھے گئے یہ معلوم نہیں کہ کوئی چھپے گا بھی یا نہیں، تم نے بہت ہی اچھا کیا کہ دیوبند کے مخرجین کے متعلق پہلے ہی تجاویز منظور کر رکھی تھی اگر کہیں ضرورت پیش آئے تو بے تکلف میرے نام کو استعمال

کرلوکہ زکریا نے مدینہ طیبہ سے منع لکھ کر بھیجا ہے، دارالعلوم کی ۴۵ھ کے واقعات میری آپ بیتی میں تفصیل سے آچکے ہیں۔

میں مظاہر علوم کے لئے بہت اہتمام سے دعائیں کرتا ہوں، دارالعلوم دیوبند اور مولانا یوسف بنوری مرحوم کے مدرسہ کے واقعات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ مولانا مرحوم کے مدرسہ میں بھی مقدمہ بازی چل رہی ہے، آج کل میں بہت ہی بیمار ہورہا ہوں، خطوط کا لکھنا تو درکنار سننا بھی دشوار ہے، مدینہ سے اور افریقہ سے خطوط آتے رہتے ہیں، یہ پوچھ کر کہ کہاں کی ڈاک ہے پھر رکھوا دیتا ہوں، آج کل حج کا زمانہ ہے، مولوی عبد العلیم، مولوی منور سب حضرات مختلف مقامات پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور میں عزیز سعدی کے گھر کواڑ لگائے پڑا رہتا ہوں۔

ہمیشہ خیال رکھئے کہ عاقل طلحہ کے خطوط آتے رہتے ہیں مستقل لفافہ کی ضرورت نہیں، اہلیہ اور والدہ اور عزیز اطہر سے سلام مسنون کہہ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ زیدہ مجدہٗ

بقلم حبیب اللہ ۵؍اکتوبر ۸۱ء مکہ مکرمہ

ذیل کے مکتوب گرامی میں مقدمہ بازیوں پر تشویش و حیرت، فقیہ

الاسلامؒ سے اپنی محبت کا اظہار، حضرت مفتی صاحب اجراڑ ویؒ کی مدرسہ کے لئے محنت ولگن اور کتب خانہ کی نگرانی اور اپنے والد ماجد کے خطوط وروایات پر چلنے کی فقیہ الاسلامؒ کو ہدایت، اور قاری صاحبان کے لئے مکان کی فراہمی پر گفتگو مدرسہ کی کسی جائداد کے سلسلہ میں مولانا عبدالمالکؒ کے طریقہ کار کی تعریف وتحسین اور مفید مشورے اپنے اوپر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ کے احسانات کا اظہار مدرسہ کیلئے اپنی ہمدردیاں اور لگاؤ وغیرہ کا ذکر خیر ہے، فرماتے ہیں۔

باسمہ سبحانہٗ

مکرم ومحترم جناب الحاج قاری مظفر صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون

آج دوپہر مولوی حبیب اللہ عزیز عاقل کے نام رجسٹری کرنے گئے تو واپسی میں تمہاری رجسٹری لے کر آئے بڑا قلق ہوا اگر یہ ایک دن پہلے آجاتی تو پھر رجسٹری آپ ہی کے نام کرتا اسی میں عاقل وغیرہ کے پرچے رکھ دیتا، اسی وقت نہایت مشغولی میں تمہاری رجسٹری سنی، مضمون میں کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کی وجہ سے رجسٹری کرنے کی ضرورت پیش آئی، اگر کوئی اہم مضمون ہو تب تو ضرور رجسٹری کریں ورنہ معمولی بات ہوا کرے تو پرچہ عاقل کو

دے دیا کریں اسلئے کہ گھر والوں میں سے توکسی نہ کسی کی رجسٹری
آتی رہتی ہے جسکی رجسٹری آتی ہو عزیز عاقل اس میں رکھوادیا کریگا
میں نے تو اپنے خط کو اسلئے رجسٹری کیا تھا کہ اس میں مدرسہ کے اہم
کاغذات تھے میرا ظل عاطفت تو بہت ہو چکا مجھے تو اب دعاء
مغفرت اورحسن خاتمہ کی دعا کی احتیاج ہے ، میرے پاس
تو متعدد خطوط میں یہ روایت پہنچی تھی کہ مقدمہ بازی کی نوبت آنے
کو ہے جس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی اورقاری ...... کی جو
تحریر آپ نے بھیجی تھی اس میں ایک لفظ تھا کہ آپ انتظام کریں
ورنہ میں کوئی انتظام کروں تو اس میں مزاحمت نہ کریں، آپ کے خط
سے یہ معلوم ہوکر کہ مقدمہ کا کوئی ارادہ نہیں ہے مسرت ہوئی ضرور
ان کو سمجھا دیجئے کہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں جس سے مدرسہ سے
زیادہ تم دوستوں کو نقصان ہو، آپ نے لکھا کہ ہم لوگوں کی پہلے سے
کوشش یہی تھی کہ قاری گورا کے لئے کوئی مکان تلاش
کرالیا جائے۔ضرور کیجئے۔موجودہ باوجود باہر زینہ ہونے کے بھی
ان دونوں کے کافی نہیں اسلئے کہ قاری صاحب کی بھی کھیتی شروع
ہوگئی ہے اورقاری صاحب کے بھائی کا نکاح ہوگیا اورتیسرے کا
ابھی باقی ہے بہرحال ایک مکان تو کافی نہیں ہوسکتا اگر تمہاری

اور مولوی عبد المالک وغیرہ کی کوشش سے کوئی مکان جلد مل جائے تو اچھا ہے ، دار الطلبہ کے قریب ہو تو بہت ہی اچھا، دار جدید کے قریب جو مکانات ہیں ان میں کوئی ہو سکے تو زیادہ اچھا ہے جب کوئی ہو جائے اور اس کا کرایہ وغیرہ طے ہو کر قاری صاحب اس میں منتقل ہو جائیں تو مجھے بھی اس کی تفصیل لکھیں۔ حاجی شفیع اور حاجی عبد العلیم کا آنا تو معلوم ہوا مگر ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ آنے کے بعد حاجی شفیع کی ٹانگ میں کوئی پھوڑا پھوٹ گیا جس کی وجہ سے وہ فوراً واپس چلے گئے میرے پاس حاجی شفیع کا پندرہ دن سے خط آئے رکھا تھا مگر میں نے سنا تھا کہ وہ مولانا انعام صاحب کے ساتھ جنوبی ہند کے سفر پر جائیں گے اسی لئے اس کا جواب نہیں لکھا تھا، ٹال والی زمین نے تو بہت ہی دق کیا اللہ تعالیٰ اس کو باحسن وجوہ مدرسہ کے حق میں جلد طے کرادیں مولوی عبد المالک نے بہت اچھا کیا کہ مسلم اور غیر مسلم وکلاء سب سے مشورہ کیا بلکہ اس میں تو غیر مسلم وکیل بنایا جائے تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ افتخار نے کتب خانہ کے لئے جو ہدایت دئے ہوں میرے پاس تو کوئی اطلاع نہیں آئی کہ کیا ہدایت دی ہے البتہ میں نے عرصہ ہوا کہ ایک خط اس سلسلہ میں لکھا تھا کہ قاری سعید مرحوم کتب خانہ کی بہت اہتمام سے

نگرانی کیا کرتے تھے قلمی کتابوں کو دھوپ دلانا، بوسیدہ کتابوں کی مرمت کرانا غرض ایک گھنٹہ روز قاری صاحب مرحوم کتب خانہ پر میری درخواست پر خرچ کرتے تھے، آپ سے تو میں نے کئی دفعہ کہا کہ اپنے والد صاحب کے معمولات کا تو کم سے کم اہتمام رکھا کریں مدرسہ سے قطع نظر یہ تو صلہ رحمی لابیہ میں بھی داخل ہے، اللہ تمہاری بہت ہی مدد فرمائے جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر تمہیں اور مدرسہ کو دارین کی ترقیات سے نوازے یہ ناکارہ اگرچہ اپنے اعذار اور مجبوریوں کی وجہ سے چلاآیا مگر مدرسہ میرے اکابر بالخصوص میرے حضرت کی یادگار ہے اسی لئے فکر اور خیال تو مدرسہ کا لگا ہی رہتا ہے اور اپنی سعی وکوشش میں بھی دریغ نہیں ہوتا مگر امراض نے ایسا گھیر رکھا ہے کہ خط لکھوانے میں بھی کئی کئی دن لگ جاتے ہیں اپنی والدہ محترمہ، اہلیہ، عزیز اطہر اور اس کی اہلیہ سے اہتمام سے سلام مسنون کے بعد کہہ دیں کہ قاری صاحب نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے احسانات مجھ پر اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کے متعلقین کے لئے بار بار روزانہ دو دفعہ تو ضرور ہی دعا کرتا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم حبیب اللہ ۵/۵/۷۷ء مدینہ طیبہ

از حبیب اللہ بعد سلام مسنون درخواست دعا

قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ صرف فقیہ الاسلامؒ کے پاس ہی خطوط نہیں بھیجتے تھے بلکہ آپ کے برادر اصغر جناب مولانا اطہر حسین صاحبکے نام بھی متعدد خطوط ارسال فرمائے جن میں اپنے مشفقانہ انداز میں اظہار تعلق، دعاؤں کی یقین دہانیاور حضرت مفتی سعید احمد صاحب کے اپنے اوپر احسانات کا تذکرہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ۸/اپریل شنبہ (سن درج نہیں) کو آپ نے مولانا اطہر حسین صاحب کے پاس ایک مکتوب ارسال فرمایا جس کا ایک پیراگراف یہ ہے

''قاری صاحب مرحوم کا جو مخلصانہ تعلق اس ناکارہ سے تھا اس کی بنا پر تم دونوں بھائی کسی بھی وقت نہیں بھلائے جاسکتے یہ ناکارہ تمہارے لئے اور قاری مظفر صاحب کے لئے دل سے دعا کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ شانہ دونوں کو دارین کی ترقیات سے نوازے، اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے''

حضرت شیخ الحدیث　　　بقلم احقر الیاس

قارئین کرام نے گذشتہ صفحات میں شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کے جملہ مکتوبات کو پڑھ کر اندازہ لگالیا

ہوگا کہ ایک مشفق استاذ اپنے شاگرد کی کس انداز پر تربیت کرسکتا ہے فقیہ الاسلامؒ کیلئے حضرت شیخ الحدیثؒ کی ذات گرامی نہایت اہمیت کی حامل تھی اسلئے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ فقیہ الاسلامؒ کے ماضی وحال سے بخوبی واقف اور روشناس تھے اس لئے قدم قدم پر رہنمائی اور رہبری کے فرائض حضرت شیخ الحدیثؒ انجام دیتے رہے اور خود فقیہ الاسلامؒ مدرسہ کے لئے اہم معاملات میں نہایت سعادتمندی کیساتھ حضرت شیخؒ سے مشورہ لیتے رہے جس کا مذکورہ بالا خطوط سے اندازہ ہوتا ہے۔

افسوس کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے وہ خطوط جو آپ نے اپنے استاذ حضرت شیخ الحدیثؒ کو مختلف مواقع پر ارسال فرمائے تھے ان کی کوئی نقل ہم کو دستیاب نہ ہوسکی ورنہ حضرت شیخ الحدیث اور فقیہ الاسلام کے اس اٹوٹ رشتہ پر مزید روشنی پڑتی۔

اس عنوان کے ختم پر مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا وہ مکتوب گرامی بھی درج کردیا جائے جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے فقیہ الاسلامؒ سے ایک علمی استفسار فرمایا ہے اور یوم عاشورہ میں توسیع علی العیال اور روزہ کی جمع کی بابت معلوم فرمایا ہے جس سے ایک طرف حضرت شیخ الحدیثؒ کی تواضع ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف فقیہ الاسلامؒ کے علمی رسوخ اور تبحر کا پتہ چلتا ہے لکھتے ہیں۔

باسمہٖ تعالیٰ

عنایت فرمایم قاری مظفر صاحب بعد سلام مسنون

ایک اشکال ساری عمر کا ہے تمہارے ابا جان سے بھی کئی دفعہ بحث

ہوئی مگر ایسا کوئی جواب سمجھ میں نہیں آیا جو دل قبول کر لے، فقہاء اور محدثین نے یوم عاشورہ میں توسع علی العیال کی ترغیبیں دی ہیں اور اس دن کا روزہ تو واجب نہیں تو مؤکد تو ہے ہی، دونوں میں جمع کہیں سے منقول مل جاوے تو بہت ہی اچھا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ

بقلم مظہر ۱۰ر محرم ۹۲ھ

دورحاضر کے عظیم مفتی ومحقق اورصاحب تصانیف کثیرہ حضرت مولانا مفتی برہان الدین سنبھلی مدظلہٗ استاذ تفسیر وحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں۔

”ان گنہ گار آنکھوں نے کوئی ثلث صدی قبل یہ منظر بھی دیکھا جو ابھی تک حافظہ میں تازہ ہے کہ حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ مرشدنا ومولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ العزیز حجاز مقدس سے تشریف لائے اور مرکز تبلیغ نظام الدین دہلی میں قیام فرماتھے، سینکڑوں (بلکہ شاید ہزاروں سے متجاوز) مجمع تھا جن میں بکثرت علماء وصلحاء بھی تھے، وہاں جب مولانا مفتی مظفر حسین صاحب جو اس وقت بوڑھے بھی نہیں تھے تشریف لائے تو حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہٗ نے بڑے تپاک سے معانقہ فرمایا (جس کا مفہوم ذہن میں یہ ہے) تمہاری ہی خاطر آیا ہوں (اس وقت غالباً ہجرت کی نیت حضرت نے نہیں کی تھی) حضرتؒ کے اس رویہ سے قلبی تعلق کا اور حضرتؒ کی نظر میں مفتی صاحب کی جو وقعت تھی اس وقت وہاں موجود ہر شخص کو نہ صرف اندازہ ہوا بلکہ قلوب متاثر ہوئے“۔ ۱۲ منہ

حضرت مولانا مفتی سمیع الحق قاسمی مفتی مدرسہ مدنی دارالقرآن مئو لکھتے ہیں

''جب بندۂ ناچیز ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا اس وقت مظاہرعلوم میں یہ چند عظیم ہستیاں مرجع خلائق تھیں جن کی زیارت اوران حضرات سے شرف لقاء حاصل کرنے اوران کی دعائیں لینے کے لئے جایا کرتا تھاان میں محدث جلیل حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث جامعہ مظاہرعلوم ، عارف باللہ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب اورمولانا مفتی مظفرحسین صاحب تھے۔حضرت مولانا محمدزکریا صاحب کے آگے پیچھے دائیں بائیں حضرت مفتی صاحب ہی نظر آتے تھے جو حضرت کے معتمد علیہ اور معتمد خاص تھے،ان کے علم وعمل،تقویٰ وطہارت اورفتویٰ پر حضرت شیخ کو پورا اعتماد تھا،مفتی صاحب کی پاکیزگی مسلم تھی،تقریباً نصف صدی سے ان کا علمی فیض جاری تھا''۔

بہرحال حضرت شیخ الحدیثؒ کی خصوصی شفقتوں اور بے پناہ نوازشوں سے فقیہ الاسلامؒ نے تقریباً چالیس سال تک بڑی خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ دور نیابت ونظامت کو چلا کر مظاہرعلوم کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا ہے افسوس کہ اب نہ حضرت شیخ الحدیثؒ ہیں اور نہ ہی آپ کے پروردہ فقیہ الاسلامؒ ،سب ایک ایک کر کے شہر خموشاں چلے جارہے ہیں

؎

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

نوٹ:

یہ مقالہ سب سے پہلے ''مجلہ فکر انقلاب'' نئی دہلی کی خصوصی اشاعت

''شیخ محمد زکریا نمبر''

میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

ہماری چند اہم مطبوعات

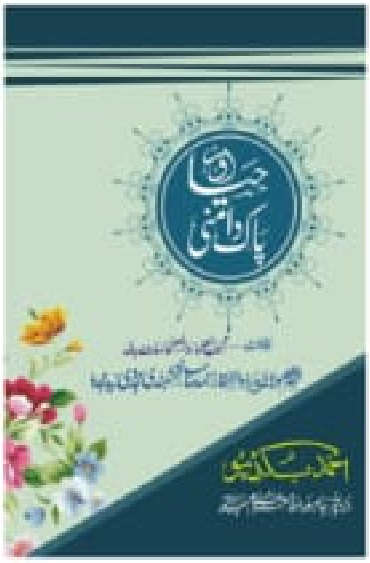
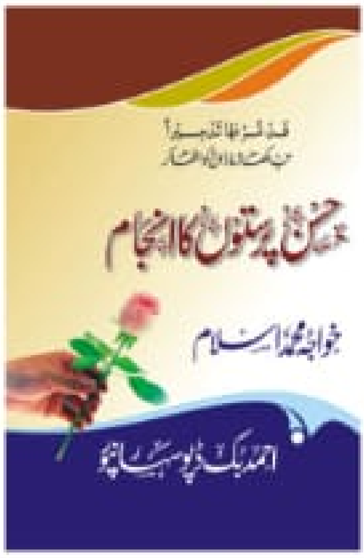

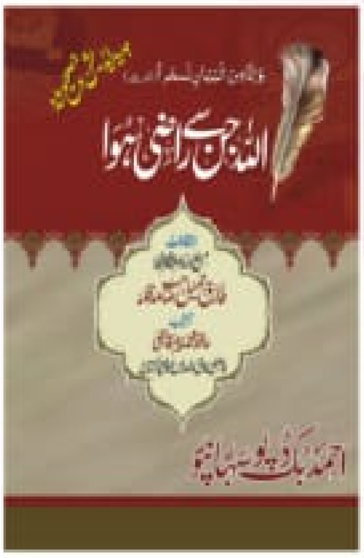

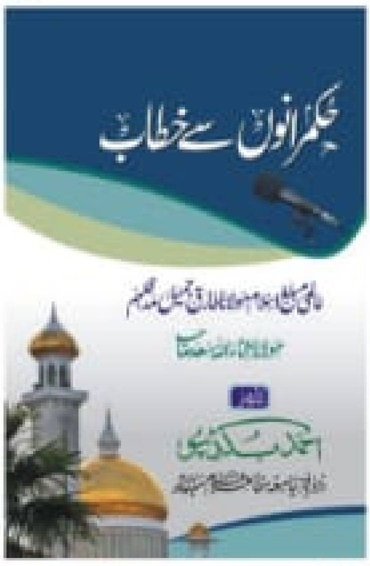

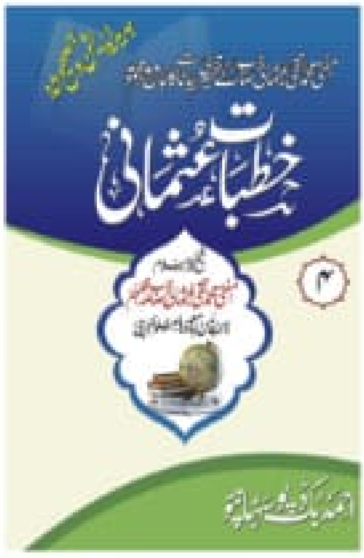

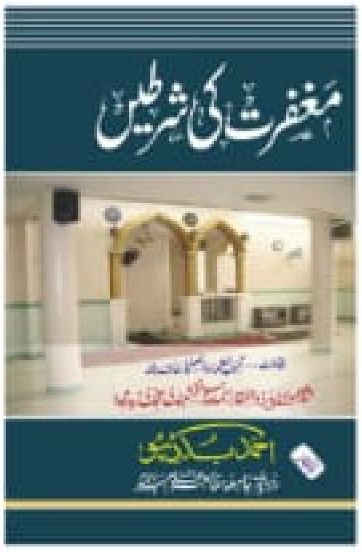

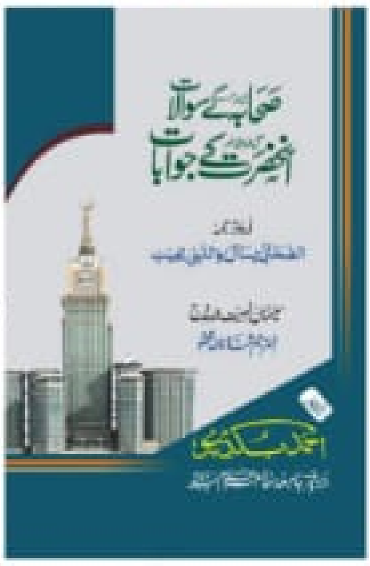

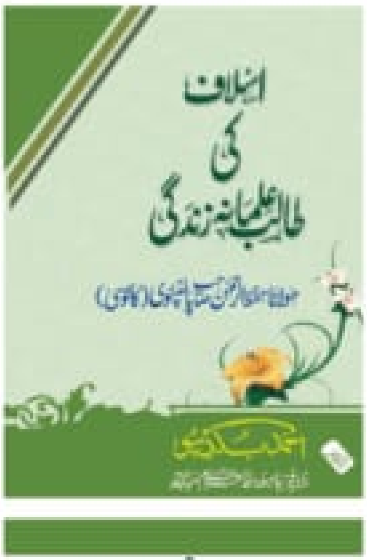

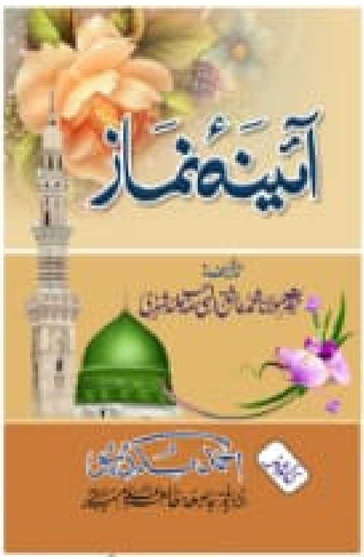

Designed By: Mohd. Rafi 9758100109

اپنی ضرورت کی کتابیں منگانے کیلئے آرڈر اس پتے پر روانہ کریں

AHMAD BOOK DEPOT
Near Office Mazahir Uloom (Waqf)
Saharanpur-247001 (U.P.) India M.9639662257/ 9997378094